جدید سائنسی آلات وسراغی کتوں کے ذریعے جرم ثابت کرنے کا شرعی جائزہ

تحقیق و تخریج

متخصصین فی الفقہ و الافتاء

جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان

ذیلی عنوانات:

نمبر شمار	نام عنوان	نمبر شمار	نام عنوان
(۱)	قرائن کی بنیاد پر فیصلہ قرآن حکیم کی رو سے۔	(۲)	قرائن کی بنیاد فیصلہ حدیث کی رو سے۔
(۳)	قرائن کی بنیاد پر فیصلہ فقہاء کی نظر میں۔	(۴)	حدود میں قرائن کی شرعی حیثیت۔
(۵)	عصر حاضر میں قرائنی شھادت کی اہمیت۔	(۶)	ڈی این اے ٹیسٹ کے ذریعے قرائنی شھادت اور اسکی شرعی حیثیت۔
(۷)	فنگر پرنٹس کے ذریعے قرائنی شھادت۔	(۸)	سراغی کتوں کے ذریعے قرائنی شھادت۔

عصر حاضر میں واقعات کی صحت اور شہادتوں کی جانچ پڑتال کیلئے جن ذرائع وسائل کا ایجاد ہوگا اثبات حق اور قیام عدل کیلئے ان سے استفادہ بہت ضروری ہے اسلام میں قرائن قاطعہ یا دلالت حال کو بڑی اہمیت حاصل ہے چنانچہ فقہاء نے ان کی تعریف اسطرح کی ہے۔

"القرینة القاطعة هی الاما رةالبالغة حدا لیقین شرح المجلة"

یعنی قرینہ قاطعہ ایسی نشانی یا علامت کو کہتے ہے جو حد یقین تک پہنچنے والی ہو۔ جدید دور میں سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے قرائن میں بڑی وسعت پیدا ہوئی مثلاً DNA ٹیسٹ ،فنگر پرنٹس، سراغی کتے، جدید میڈیکل آلات اور اسی طرح ویڈیو کیسٹس وغیرہ کے ذریعے تصاویر اور آوازیں کی شھادت میں انتہائی موثر کردار ادا کرتی ہے۔ اب اس مسئلہ کا قرآن وحدیث اور فقہاء ومجتہدین کے آراء کی روشنی میں جائزہ لینا ضروری ہے۔ کہ کیا قرآن وسنت میں قرائن کی شہادت کو تسلیم کیا گیا ہے یا نہیں؟

اور اس سلسلے میں فقہاء حضرات کیا فرماتے ہیں موجودہ دور میں سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے قرائن میں جو اضافہ ہوا ہے کیا ان کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کی گنجائش شریعت میں موجود ہے یا نہیں؟ اور عینی شہادت میسر نہ ہونے کی صورت میں محض قرائن کی بنیاد پر فیصلہ کیا جاسکتا ہے؟

یہ سوالات اہل علم ومحقق حضرات کے لئے انتہائی اہم اور غور طلب ہے۔ آئے اس مسئلہ کے لئے ہم قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کا

جائزہ لیں۔

قرائنی شہادت اور اسلام:

جدید سائنسی آلات فنگر پرنٹس DNA ٹیسٹ اور میڈیکل آلات سے جرم ثابت کرنے کا شرعی جائزہ:

واضح رہے کہ جدید سائنسی آلات جیسے DNA ٹیسٹ فنگر پرنٹس سراغی کتے اور اس قسم کے جدید میڈیکل آلات سے اگر چہ حدود کی بنیاد قطع اور یقین پر ہے اور معمولی شہادت سے حدود ختم ہو جاتے ہیں تاہم ان سے مدد و معاون کا کام لیکر شواہد کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں۔اور قاضی کیلئے جائز ہے کہ شہادت وقرائن کیوجہ سے کسی کو تعزیر لگائے کیونکہ تعزیر کی بنیاد شبہات پر ہے۔قرائن اور نشانات وامارات سے پیدا ہونے والے مسائل فقہ حنفی میں کثیر مقدار میں موجود ہے چنانچہ قرآن پاک میں باری تعالیٰ فرماتے ہیں۔(وجاؤ علی قمیصہ بدم کذب)سورۃ یوسف الایۃ:۱۸ ۔ عبدالمنعم بن اغرس فرماتے تھے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی جب ان کا قمیص خون آلودہ کر کے لائے اور یعقوب علیہ السلام کو دکھایا تو یعقوب علیہ السلام نے جب بغیر چیر پھاڑ کے صحیح سلامت پایا تو فرمانے لگے بھیڑیا اتنی حکیم اور دانا کیسے ہوئی کہ یوسفؑ علیہ السلام کے بھائیوں نے قمیص کو خون آلودہ کر کے اپنی سچائی کیلئے علامت بنائی۔اور اللہ پاک نے ان کے جھوٹ ثابت کرنے کیلئے قمیص کی صحیح سلامتی کو علامت بنایا۔کیونکہ بھیڑیے کیلئے یہ کیسے ممکن ہے کہ یوسف علیہ السلام کو کھا جائے اور قمیص صحیح وسلامت ہو اور تمام مفسرین اس بات پر متفق ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے ان کے جھوٹ ثابت کرنے کیلئے قمیص کی سلامتی سے استدلال کیا تو جواب میں فرمایا۔(بل سولت لکم انفسکم امرا)یوسف ۱۸)

قرآن پاک میں دوسری جگہ باری فرماتے ہے(سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود) سورۃ حجرات الایۃ ۲۹ مفسرین فرماتے ہیں کہ سیما سے مراد وہ حال ہے جو انسان پر ظاہر ہوتا ہے۔حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے قرائن کی وجہ سے قسامۃ کا حکم فرمایا ہے کہ اگر ایک محلے میں مردہ شخص پایا گیا۔اور ان پر تشدد اور زخموں کے علامات موجود ہوں تو مقتول کے وارثین کیلئے جائز ہے کہ وہ اس محلے سے پچاس آدمیوں سے قسم لینے کیلئے منتخب کریں اور اہلِ محلّہ ایسا قسم کھائیں گے کہ ہم نے نہ تو قتل کیا ہے اور نہ ہمیں قاتل معلوم ہے دلیل کے طور پر ھندیہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔(از واجہ فی محلۃ قوم وادّعی ولی القتیل علی جمیع أھل فانہ یحلف خمسون رجلا منھم کل باﷲ ماقتلتہ ولا علمت ماقاتلا...الی اخرۃ ھندیہ ج۶ ص ۷۷)

مکتبہ رشدیہ معین الحکام میں ایسے بہت سے مسائل ذکر کئے گئے ہیں جس کا حکم قرائن اور دلالتِ حال سے ثابت ہے۔چنانچہ فرماتے ہے۔

مسئلہ نمبر ا:۔اگر زید ایک گھر سے دوڑتا ہوا اس حال میں نکل جائے کہ وہ حواس باختہ ہو اور خون آلود خنجر ان کے ہاتھ میں ہو۔تو اگر ذبح شدہ شخص اس گھر میں مل جائے تو ان کا قاتل زید ہی ہوگا کیونکہ ظاہر حال اس پر دلالت کر رہا ہے۔چنانچہ یہ نہ کہنا کہ اس نے خودکشی کر لی ہوگی یا قاتل دیوار پھلانگ کر نکلا ہوگا کیونکہ یہ توھمات بعیدہ ہے اور ظاہر حال ان توھمات کی تکذیب کر رہی ہے۔

دوسرا مسئلہ:۔قاضی کیلئے ضروری ہے کہ اگر قرائن باہم متعارض ہوتو جانب ترجیح کو اختیار کر لے۔اب دونوں مسئلوں کی عبارت ملاحظہ فرمالیں۔

مسئلہ نمبرایک کی عبارت:۔اذا خرج احد من دار خالیہ خائفامدھوشا فی یدہ سکین ملوثة بالدم فدخل فی الدارورؤی فیھا شخص مذبوح فی ذالک الوقت فلا یشتبہ فی کونہ قاتل ذالک الشخص ولا یلتفت الیٰ الاحتملات الوھمیةفاالقول بانہ ذبح اخر ثم تسور الحائط أ وانہ ذبح نفسہ احتمال بعید لایلتفت الیہ اذلم ینشأ عن دلیل (شرح المجلة ۳۹)

مسئلہ نمبر۲ کی عبارت:۔وفی معین الحکام قال بعض العلماء علی الناظر ان یلحظ الامارات والعلامات اذالقارضت فما ترجیح منھا قضیٰ بجانب الترجیح.وھو قوة التھمةولا خلاف فی الحکم بھا(شرح المجلة۳۹)

مسئلہ نمبر۳:۔فقہاء نے ظاہر حال اور قرائن کی بناء پر خاوند کیلئے اس عورت کیساتھ جماع کو جائز قرار دیا ہے جس نے شب زفاف ان کے نام کی ہے اگر چہ دو عادل مردوں نے یہ گواہی نہیں دی ہے کہ فلانہ بنت فلان ہے جس کے ساتھ ان کا عقد نکاح ہوا ہے۔

چوتھا مسئلہ:۔قدیم زمانے سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ لوگ کسی کے گھر میں داخل ہوتے وقت بچوں کی اجازت پر بھی اکتفا کرتے ہیں ظاہری قرائن کو بنیاد بنا کر۔مسئلہ نمبر۳،۴ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

قالوا یجوز وطئی الرجل المرأة اذا اھدیت الیہ لیلة الزفاف وان لم یشھد عندہ عدلان من الرجال ان ھذہ فلانة بنت فلان التی عقدت علیھا اعتماداًعلی القرائن الظاھرةالمنزلةمنزلةالشھادة .(شرح المجلة ۳۹۱)

ان الناس قدیماوحدیث یعتبرون اذا لصبیان فی الدخول الی المنزل(شرح المجلة ۳۹۱)

پانچواں مسئلہ:۔مہمان میزبان کے گھر میں کھاتا پیتا ہے اوران کا تکیہ استعمال کرتا ہے بغیر اجازت کے حالانکہ کوئی بھی ان کومتصرف فی ملک الغیر نہیں کہتا کیونکہ ظاہری قرائن سے مالک کی اجازت کا پتہ چلتا ہے عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

ان الضیف یشرب کوز صاحب البیت ویتکئی علی وسادتہ ویقضی حاجتہ فی مر حاضہ من غیرا ستیذان ولا یعد ذالک متعرفافی ملکہ بغیر اذنہ(شرح المجلہ)

چھٹا مسئلہ:۔لقطہ اٹھانا جائز ہے جب اسکا مالک معلوم نہ ہوں اوروہ کمتر سمجھی جاتی ہوظاہری قرائن سے استدلال کر کے کیونکہ کم قیمت اشیاء لوگ چھوڑ دیتے ہے جواز اخذمالیسقط اذا لم یعرف صاحبہ مما لا یتبعہ الانسان کالفلس والثمراة والعصاالتافھة الثمن ونحو ذالک.(شرح المجلة)

ساتواں مسئلہ:۔باغوں میں گرے ہوئے پھل اور بیج دانے اٹھانا جائز ہے جسکے مالک یہاں سے منتقل ہو چکے ہوں عبارت ملاحظہ فرمائیں

جوزا خذ ما یبقی فی الحوا ئط ولا قرحة من اثمارة والحب بعد انتقال اھلہ عنہ(العینا)

اٹھواں مسئلہ:۔فصل کاٹنے کے بعد گرنے والے دانے اٹھانا جائز ہے جس کے مالک پرواہ نہیں کرتے عبارت ملاحظہ ہو۔

جواز اخذ ا ما یسقط من الحب عند الحصاد وما لا یعتمی صاحب الزرع بلقطه (شر ح المجله)

نواں مسئلہ:۔مہمان کیلئے جائز ہے کہ وہ میزبان کے لائے ہوئے کھانے پر بسم اللہ کرے اگر چہ میزبان نے لفظاً اجازت نہ دی ہوں جبکہ یہ معلوم ہوں کہ کھانا ان کیلئے لایا گیا ہے اور وہاں پر کوئی غائب شخص نہیں ہے جسکا انتظار کیا جائے کیونکہ ظاہری حال سے میزبان کی اجازت معلوم ہورہی ہے۔عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

دسواں مسئلہ:۔نبی علیه ا لصلاة و السلام نے پھلوں کے باغ پر گزرنے والے کے لئے اجازت دی ہے۔کہ وہ باغ میں سے پھل خودکھالے لیکن گھر لے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔عبارت ملاحظہ ہوں۔أنـه صلى الله عليه وسلم جوز يلمارٍ بتمر الغير أن يأكل من ثمر ولا يحمل منه شيئاً . (شرح المجلة ۳۹۲/۵)

گیارھواں مسئلہ:۔ایسے کھیتوں میں نماز پڑھنا اور قضاء حاجت کرنا جائز ہے جس میں راستے ہوں اور داخل ہونے والوں پر کوئی پابندی نہ ہوا گر چہ مالک نے لفظاً اجازت نہ دی ہو۔

اور نہ تصرف نہ تو غصب تصور کی جائے گی اور نہ ممنوع ہوگی۔عبارت ملاحظہ ہوں۔ ومنها جواز قضاء الحاجة في الا قرحة والمزارع التى فيها الطرقات العظام بحيث لا ينقطع منها الما رة وكذالک الصلوٰة فيها وان كانت معلومة ولايكون غصبا لها ولا تصرفاً ممنوعاً .(شرح المجلة ج ۵/ص ۳۹۲)

بارھواں مسئلہ:۔شاہراہوں میں واقع ہونے والے سبیلوں سے پانی پینا جائز ہے۔اگر چہ مالک کی لفظاً اجازت معلوم نہ ہوں ظاہری قرائن پر اعتماد کرتے ہوئے۔لیکن ان سے وضوء کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔اگر وضوخانہ موجود نہ ہو۔اب عبارت ملاحظہ فرمائیے۔
ويجوز الشرب من المصانع الموضوعة على الطرقات وان لم يعلم الشاربِ اِذن أربابها فى ذلک لفظاً اعتماد أعلى دلالة الحال ولكن لا يتو ضأ منها لان العرف لا يقتضيه الا ان يكون شاهد حال هناک يقتضىٰ ذالک فلا بأس باالو ضوء منه حينئذٍ . (شرح المجلة ج ۵ ص ۳۹۲)

تیرھواں مسئلہ:۔دابۃ مستاجرہ کو ضرب معتاد دینا جائز ہے۔جبکہ وہ چلنے پھرنے میں کوتاہی بھرت رہی ہو اگر چہ مالک نے لفظاً اجازت نہ دی ہوں۔ اذا استأجر دابة جازلـه ضر بهـا اذا قصرت فى السير أى الضرب المعتا دوان لم يستأذن مالكها. شرح المجلة ۵ ص ۳۹۲)

چودھواں مسئلہ:۔مستأجر کے لئے جائز ہے کہ وہ کرایہ کے مکان میں اپنے مہمانوں اور دوست واحباب کو داخل ہونے کی اجازت دیدیں۔اگر چہ عقد اجارہ کے وقت یہ بات طے نہ کی گئی ہوں۔عبارت ذیل میں ہے۔جواز أذن المستأجر للدار لا ضيافه واصحابه فى الدخول والمبيت وان لم يتضمن ذالک عقد الاجارة. (شرح المجلة ۵/ ۳۹۲)

پندرھواں مسئلہ:۔ مستأجر کے لئے جائز ہے کہ وہ میلے کچیلے کپڑوں کو دھولیں اگر چہ مالک نے لفظاً اجازت نہ دی ہوں۔عبارت ملاحظہ ہو۔ویجوز للمستأجر أن یغسل الثوب المؤجرۃ اذا اتسخ وان لم یستأذن الموجر فی ذلک.
(شرح المجلة ۵/ ۳۹۲)

سولواں مسئلہ:۔ ایسا مذبوحہ جانور جس پر ھدیہ ہونے کی علامت موجود ہو۔(جیسے اشعار یا قلادہ) اُن سے کھانا جائز ہے۔اگر چہ مالک وہاں پر موجود نہ ہو۔عبارت ملاحظہ فرمائے۔ اذا وجد ھدیاً مشعراً منحوراً ولیس عندہ احد جاز الاکل منه للقرینة الظاھرة . (شرح المجلة ج ۵ /۳۹۲)

سترھواں مسئلہ:۔ اگر خاوند اور بیوی گھر کے سامان میں باہم تنازع کریں۔تو جو سامان عورتوں سے متعلق ہوں وہ بیوی کا ہو جائے گا اور جو سامان مردوں سے مناسب ہوں وہ خاوند کا ہو جائے گا۔ اذا تنازع الزوجان فی متاع البیت فان للرجل ما یعرف للرجال وللمرأة مایعرف للنساء . (شرح المجلة ۵/۳۹۳)

اٹھارھواں مسئلہ:۔ باکرہ کی سکوت قرینہ ہے اُن کا نکاح پر راضی ہونے کے لئے عبارت ملاحظہ فرمایئے۔معرفة رضا البکر بصمتها اعتماداً علی القرینة الشاھد ة بذالک .(شرح المجلة ۵/ ۳۹۳)

انیسواں مسئلہ:۔ اگر شرابی نے شراب کی قئے کی یا اُن کے منہ سے شراب کی بو آئی تو اُن پر حد جاری کیا جائے گا۔ظاہری قرائن کو بنیاد بنا کر۔عبارت ملاحظہ فرمائے۔(وجوب الحد علی من وجدت منه رائحة) أو قاء ھا .(شرح المجلة ۵/ ۳۹۳)

بیسواں مسئلہ:۔ بیع التعاطی کا جائز ہونا ہے اگر چہ بائع اور مشتری نے منہ سے کوئی لفظ بھی نہ نکالا ہے۔کیونکہ ظاہری قرائن سے دونوں کی رضا معلوم ہوتی ہے۔اب عبارت ملاحظہ ہو۔انعقاد التبایع بالمعاطاة من غیر لفظٍ اکتفاء بالقرائن والا مارات الدالة علی الرضاء. (شرح المجلة ۵/۳۹۴)

اکیسواں مسئلہ:۔ اگر کسی عورت نے زنا بالجبر کا دعویٰ کیا اور ظاہری قرائن سے اُن کے مجبور کرنے کے علامات موجود ہو جیسے اُن کا چیخنا چلانا یا اُن کے کپڑے پھٹ جانا تو مذکورہ عورت کو حد لگایا جائیگا۔اور مرد نے اگر اقرار کرلیا یا اُن پر چار گواہوں کو پیش کیا تو اگر محصن ہو تو رجم کیا جائیگا اور غیر محصن ہونے کی صورت میں سو کوڑے مارا جائیگا۔عبارت ملاحظہ فرمایئے۔ دعوی المرأة الاستکراہ فی الزنا وھی متعلقة بالمدعی علیه أوبها اثرا وامارة کا الصیاخ وشبه ذالک فان ذالک قرینة یُدرأ عنها الحد لأ جلها الی غیر ذالک من القرائن القاطعة. (شرح المجلة ۵/۳۹۴)

اسی طرح اور بھی بہت سے مسائل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔جن پر ظاہری قرائن کی وجہ سے حکم لگایا گیا ہے۔اور ظاہر قرائن کو مدار حکم ٹھہرایا گیا ہے۔تاہم ظاہری قرائن اور جدید میڈیکل ،سائنسی الات سے جرم ثابت ہونے کی صورت میں حد جاری نہیں کیا جاسکتا کیونکہ حدود کی بناء قطع اور یقین پر ہے۔اور معمولی شبہات سے حدود ساقط کئے جاتے ہے۔جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے الحدیث:۔

(الحدود تندرئ باالشبهات) کتاب الحدود) لیکن جدید سائنسی آلات ڈی این اے ٹیسٹ، فنگر پرنٹس، سراغی کتے اور میڈیکل آلات سے جرم ثابت ہونے کی صورت میں مجرم کوتعزیری سزادی جاسکتی ہے۔اس لئے کہ حدود شبہات سے ساقط ہوتے ہے اور تعزیر شبہات سے واجب ہوتا ہے۔جیسا کہ علامہ شامیؒ باب التعزیر میں فرماتے ہیں۔(أن الحد یدرُ ابا الشبهات والتعزیر یجب معها). (ردالمحتار ج ۳/ ۱۹۴)

اور تعزیر امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے لگائے جاسکتے ہے اس لئے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ :من بلغ حدا فی غیر الحد فهو من المعتدین.

اور چونکہ غلام کی حد چالیس کوڑے ہے لہٰذا حد کی مقدار سے بچنے کے لئے ایک کوڑا کم کردیا جائیگا۔اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ظاہرالروایۃ میں زیادہ سے زیادہ پچھتر کوڑے لگائے جائینگے۔لیکن علامہ شامی فرماتے ہے کہ فقہ کی عام متون میں طرفین کا قول لیا گیا ہے جس سے طرفین کے قول کا راجح ہونا معلوم ہوتا ہے اور حافظ جمال الدین الزیلعی فرماتے ہے کہ تعزیر مفوض ہے امام کی رائے پر لہٰذا امام جتنا سزادینا چاہیے دیا جاسکتا ہے۔جیسے جبس،اور ملک بدری یا مجرم کا منہ کالا کر کے لوگوں کے مبین پھیرانا یعنی جس طرح قاضی مناسب سمجھے اُسی طرح سزادیا جاسکتا ہے کیونکہ مجرم کے چار مراتب ہے۔

(1) معزز افرد کی تعزیر جیسے علماء ومفتیان:۔تو ان لوگوں کی تعزیر یہ ہے قاضی یہ کہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم اس طرح کرتے ہوں۔تو ان لوگوں کی تعزیر ہے۔

گاؤں کے چوھریوں اور تاجروں کی تعزیر یہ ہے کہ پولیس ان کو گرفتار کر کے مقدمہ کیلئے قاضی کے سامنے پیش کریں۔اور درمیانہ مرتبہ کے لوگوں کی تعزیر یہ ہے کہ ان کو قید میں ڈال دیا جائیگا۔اور عام لوگوں کی تعزیر یہ ہے کہ ان کو مذکورہ تمام سزائیں دی جائیگی جیسا کہ علامہ شامی ردالمحتار میں ارقام فرماتے ہے۔تعزیر اشراف الاشراف وهم العلماء والعلوية بالاعلام بان یقول القاضی بلغنی انک تفعل کذافیز جربه و تعزیر الاشراف وهم لنحوالدها قین باالاعلام والجرالی باب القاضی والخصومة فی ذلک وتعزیر الاوساط وهم سوقة باالجروالجس تعزیر الاخساء لهذا کله وبالضرب (ردالمحتار ج ۳/۵/۱۹۵)باب التعزیر لہٰذا قاضی کو چاہئے کہ وہ جرم کی نوعیب کو دیکھے اگر جرم شدید نوعیب کی ہو تو قاضی کو چاہئے کہ سزا تجویز فرمائے اور معمولی نوعیت کے جرم میں معمولی سزا تجویز کرے اور اس طرح مجرموں کے مراتب کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کیونکہ شریف لوگ صرف کرنے سے بھی باز آجاتے ہے اور فساق وفجار مار پیٹ سے بھی باز نہیں آتے لہٰذا فساق وفجار کو دو،تین سزائیں جمع بھی کئے جاسکتے ہے۔

عصر حاضر میں قرائینی شھادت کی اہمیت اور ان کی شرعی حثیت قرآن حکیم احادیث نبوی اور فقہاء کی اراء سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں امارات وقرائن میں بہت وسعت پیدا ہوگی اور واقعات کی صحت شھادتوں کی جانچ پڑتال ثبوت دعوی میں ان کی اہمیت بہت

بڑھ گئی ہے اسلئے شریعت کی روشنی میں آج کے دور میں ان سے استفادہ کرنا بہت ضروری ہے تا کہ حقوق کا تحفظ اور جرائم کا انسداد ممکن ہو سکے۔ بالجبر کے معاملے میں ایسے چار گواہوں کا ملنا ممکن نہیں جو تزکیۃ الشھود پر پورا اترتے ہوں اور عدالت میں گواہی دینے پر بھی آمادہ ہوں کیونکہ اج کے اس دور میں گواہ عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہے اور انہیں حکومت کی طرف سے کسی قسم کا تحفظ فراہم نہیں ہوتا اور بعض اوقات گواہی بدلنے میں جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے ہے اس لئے گواہی دینے سے عموماً احتراز کیا جاتا ہے۔ تو ایسی مشکل صورتحال میں سائنس اور میڈیکل کا علم بطور گواہی زنا بالجبر کے کیس میں لایا جاسکتا ہے۔ سائنس اور طب کے رپورٹ سے اگر مجرم ثابت ہو جائے تو مجرم کو تعزیری سزا دی جائیگی۔

ہبہ کا قرائن سے ثبوت:

سوال:۔ زید نے بلا تصریح واعلان شرع کے پچاس ہزار روپیہ عمر د کو دیئے کہ اپنے لئے زمین کے اندر ایک نشست گاہ بنالو۔ عمرو نے اس روپیہ سے اپنی زمین خشت کا ایک مکان بنالیا۔ اب زید عمرو کے ورثاء سے اس رقم کا مطالبہ کرتا ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کے عندالله وعندرسول اس رقم کی واپسی کا زید کو عمرد کے ورثاء سے حق حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ صورت مسئلہ کہ میں زید نے عمرد کو جو پچاس ہزار روپیہ دیا ہے عنداشرع ہبہ ہے اگر چہ زید نے کوئی تصریح نہ کی ہو مگر ظاہرا قرینہ ہبہ پر دلالت کرتا ہے۔ اور ہبہ میں قرینہ بھی تملیک کیلئے کافی ہے۔

جب کہ علامہ حصکفی درمختار میں رقمطراز ہے۔ قلت فقد افاد ان التلفظ بالایجاب والقبول لاشترط بل تکفی القرائن الدالةعلى التمليک لکن دفع الى الفقير شيئاً وقبضه و کم تيلفظ واحد منهما بشئى انتهىٰ (درمحتار ۷.۵) تو جب ہبہ متحقق ہو گیا اور عمرو وفات پا چکا ہے تو زید کو کوئی حق نہیں کہ وہ عمرو کے ورثاء سے مطالبہ کر کے اور استرداد جائز نہیں کیونکہ موت احدالمتعاقد ین مانع رجوع عن الهبه ہے .(درمختار ۲ ۱ ۵)

سوال:۔ زید اور خالد دو ایک مشترکہ مکان میں رہتے تھے۔ جن میں تین کمرے زید کے اور تین خالد کے ہیں اور دونوں اپنے اپنے حصے پر قابض ہے۔ اب زید کے کمرے حاکم وقت کی بغاوت کیوجہ سے نیلام ہو گئے۔ اور زید نے اپنے پیسے خالد کو اس نیلام کی خرید کیلئے دے دئے بغیر کسی تصریح کے اور کہا کہ خرید لو۔ خالد نے وہ مکان اپنے نام خرید لیا اور پوری زندگی اس مکان میں مالکانہ تصرف کرتا رہا تو اب زید، خالد کے وفات کے بعد ان کے ورثاء سے ان مکان کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرے رقم سے خریدا گیا ہے تو کیا زید کیلئے یہ مطالبہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں زید نے خالد کو جو روپیہ مکان خریدنے کیلئے دیا ہے۔ اور خالد نے نیلام اپنے نام خرید لیا ہے۔ اور ساری عمر اس مکان میں مالکانہ طور پر متصرف ہے۔ پس یہ روپیہ ہبہ ہے اگر چہ تصریح نہیں کی ہے مگر ظاہری قرائن ہبہ پر دلالت کرتے ہے۔ اور خالد کی ملکیت ہے اور خالد کے وفات کے بعد زید کیلئے رجوع عن الھبۃ جائز نہیں۔

سوال ۳:۔ زید ایک سرکاری ملازم تھا جب اس کو تنخواہ ملتی تو وہ سب کے سب لاکر اپنی بیوی ہندہ کو حوالہ کر دیتا تھا اور ہندہ جو چاہتی کرتی تھی اور ان کا شوہر پیسوں کے بارے میں بالکل نہیں پوچھتا تھا بلکہ حالت یہ تھی کہ زید کو جب پیسوں کی ضرورت ہوتی تو اپنی بیوی ہندہ سے مانگتا تھا اگر ہندہ نے دیا تو خرچ کیا ورنہ جب رہتا تھا پس اسی تنخواہ کے روپیہ سے ہندہ نے اپنے نام ایک مکان خرید لیا اور خرید سے وہ اس مکان پر قابض بھی رہی اور زید نے کوئی تعرض نہیں کیا یعنی اس مکان سے اب چار پانچ سال ہو گئے کہ زید وفات ہو گیا ہے تو یہ مکان جو ہندہ نے تنخواہ کے پیسوں سے خریدا ہے ہندہ کی قرار پائے گی یا زید کے باقی ورثاء بھی اس میں حصہ پاویں گے۔

الجواب۔ اگرچہ ہبہ قرائن سے ثابت ہوتا ہے لیکن صورت مسئلہ میں کلام ہے کہ یہ ہبہ کے قرائن ہے یا نہیں۔ سو جہاں تک غور و شامل کیا گیا تو خاوند کا بیوی کو پیسہ دینا ہبہ معلوم نہیں ہوتا بلکہ بیوی کو سوالپلدار سمجھتے ہے۔ اور محض اس وجہ سے اپنی ساری کمائی سپرد کر دیتا ہے۔ کہ بیوی امور خانہ داری میں ماہر اور تجربہ کار سمجھتے ہے۔ تو بیوی کو دیدینا ایک لگونہ انتظام کی سہولت سمجھتے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو عورتیں سلیقہ شعار نہیں ہوتی ان کو اس طرح کے اختیارات نہیں دیتے اور اسی طرح اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کو دیتی ہے تو یقیناً شوہر کا بیوی سے نہ پوچھنا اور نہ تعارف کرنا تو یہ اس وجہ سے نہیں کہ اس کا مالک کر دیا ہے۔ بلکہ بیوی پر اعتماد کا نتیجہ یہ ہے کہ بے موقع صرف نہیں کرتی۔ بہر حال بچا ہوا روپیہ سے خرید لی لہٰذا جائداد زوجہ کی ملک ہوگی۔ اور یہ روپیہ ترکہ زوجہ سے وصولی کے سوا ورثاء زید میں تقسیم ہو جائینگے جس میں خود زوجہ بھی داخل ہے۔ پس بقدر اس حصے ساقط ہو جائے گے اور بقیہ روپیہ ورثاء کے لئے وصول کیا جائے گا البتہ شوہر کو یقیناً معلوم ہو کہ یہ مکان میرے ہی روپیہ سے خریدی گئی ہے اور بیوی نے اپنی نام کی ہے۔ اس میں میرا کوئی حق نہیں تو یہ سکوت البتہ ہبہ کی دلیل ہے۔ مگر جب تک یہ احتمال باقی ہو کہ شاید شوہر کو اس کی خبر نہ ہو کہ یہ میرے رقم سے خریدی ہے یا یہ خبر ہو مگر یہ سمجھا ہو کہ اگرچہ بیوی نے اپنے نام پر خرید لی ہے۔ مگر اس کو میرے ہی سمجھتی ہے۔ اور میرے بعد میرے ورثاء کو محروم نہیں کرلے گی یا اس لئے خاموش ہو گیا کہ اس کے نام ہونے سے وہ جائداد محفوظ رہے گی۔ اور میرے نام ہونے سے شاید قرضوں میں نیلام ہو جائے گی تو ان احتمالات سے ہبہ ثابت نہیں ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۹۴)

سوال نمبر ۴: بر وقت تقریر اور مکان تیار کرنے کے بعد بھی حاجی صاحب مرحوم نے کہا کہ یہ مکان میرے دوسرے بیوی ہندہ کے لئے بنوایا گیا ہے۔

وراس وجہ سے حاجی صاحب نے ہندہ کا زیور فروخت کر کے چار سو روپیہ اس مکان میں لگایا تو اس مکان میں میراث جاری ہوگی۔ اور سب ورثاء میں تسلیم ہوگا یا یہ مکان ہندہ کا ہی ہوگا؟۔

الجواب:۔ اگر اس کو ہبہ مان لیا جاوے تو ہبہ اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب ہبہ کرنے والا بالکل اسی مکان کو اپنی چیزوں سے خالی کر کے موہوں کو قبضہ کرادے اگر ایسا ہوا ہے تو بعد اوقات شہود ہبہ صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔ (**فی الدر المختار وتتم الهبة بالقبض الكامل ولو الموهوب مشغول لملک الواهب لا مشغولا به الى قوله فلو وهب جرابا فيه طعاما الواهب اور دارفيها**

متاع دابة علیها سرجه وسلمها کذلک لا تصح وبکله تصح) اورزیوراس میں لگانا غائب الباب القرینۃ ۔قرینہ ہبہ ہوگا مگر ہبہ میں جو شرط ہے وہ دیکھنے کے قابل ہے جب اوپر بیان ہوا پس جب تک ہبہ صحیح نہ ہوگا وہ زیور بطور احسان کے زوجہ کی طرف سے سمجھا جاوے گا۔(امداد ۹۵/۳،امداد ۴۲۹)

جرائم میں زخموں کے متعلق طبی جائزہ کی عدالتی حیثیت:

جرائم میں زخموں کا معاوضہ جو مجرم کی طرف سے زخمی کو دلوادیا جاتا ہے اس کی مقدار معین کرنے کے لئے واحد عدل کا قول کافی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا قول صرف ارش کی مقدار معین کرنے تک محدود ہوتا ہے بلکہ یہ معین کرنا چونکہ زخم کی نوعیت اور گہرائی وغیرہ کی تشخیص پر موقوف ہے اس لئے فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اس تشخیص میں جہاں جہاں طبیب کی رپورٹ کی ضرورت ہو وہاں طبیب سے معائنہ کرایا جائے گا اور اس کا قول اس تشخیص میں بھی حجت ہوگا اور یہ قول چونکہ خبر ہے شہادت نہیں لہٰذا اس میں شرائط شہادت بھی ضروری نہیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ نتائج واحکام کے اعتبار سے زخموں اور جسمانی نقصانات کی بنیادی قسمیں تین ہیں۔

(۱) وہ زخم یا جسمانی نقصان جس کا قصاص مجرم سے لیا جاتا ہے یعنی اس کے مماثل زخم یا جسمانی نقصان مجرم کو پہنچایا جاتا ہے۔

(۲) وہ زخم وغیرہ جس کا قصاص تو نہیں لیا جا سکتا مگر اس کے معاوضہ میں مال کی کوئی خاص مقدار جو شریعت نے مقرر کی ہے زخمی کو مجرم کی طرف سے دلوائی جاتی ہے۔

(۳) وہ زخم وغیرہ کے معاوضہ کی کوئی خاص مقدار شریعت نے مقرر نہیں کی بلکہ اس مقدار کا تعین واحد عدل سے کرا کے قاضی وہی مقدار زخمی کو دلوانے کا فیصلہ کر دیتا ہے۔

کتب فقہ کی تتبع اور ان میں غور وفکر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں قسموں میں جہاں جہاں فقہاء کرام نے اس جسمانی نقصان کی نوعیت کیفیت مقدار اور زخموں کی گہرائی وغیرہ کی تشخیص کے لئے طبی معائنے کی حاجت محسوس کی وہاں ایک قابل اعتماد طبیب کی رپورٹ کو حجت قرار دیا ہے۔حتیٰ کہ جس جسمانی نقصان کے نتیجے میں قصاص لازم آتا ہو اس کی تشخیص وتعیین میں بھی ایک طبیب کا قول تسلیم کیا گیا ہے چنانچہ فقہاء کرام نے صراحت کی ہے کہ اگر کسی دوسرے کے دانت کا کچھ حصہ چوڑائی میں توڑ دیا ہو تو مجرم کا بھی اتنا ہی دانت چوڑائی میں ایک مخصوص آلے کے ذریعے گھس دیا جائے گا جسے مبرد کہا جاتا ہے اور یہ فیصلہ کہ مجرم نے دانت کا کتنا حصہ توڑا تھا ایک ماہر طبیب سے کرایا جائے گا اور اس کا قول اس میں حجت ہوگا چنانچہ فتاویٰ انقرویہ، عالمگیریہ اور شامی کی عبارات اس سلسلے میں یہ ہے۔

فی الانقروية: (الا برادلای ابراد السن) احتیاطاً لئلا یؤدی الی فساد اللحم وفی الکسر ینظر الیٰ المکسور مالم کم الذاهب ، فبر د منها ذالک القدر . (فتاویٰ انقرویه ص ۱۶۸ /ج ۱)

وفی الهندیة وفی المنتقی اذا کسر من سن رجل طائفة منها انتظر منها حولا فاذاتم الحول ولم یتغیر فعلیه القصاص ویبر دبا المبرد ویطلب لذلک طبیب عالم ویقال له قل لنا کم ذهب منها.فان ذهب النصف یبرد من

سن الفاعل النصف كذافى المحيط . (هنديه ص ١١/ج ٦)

قال الشامى وفى البزازية قال القاضى الامام وفى كسر بعض السن انما يبرد بالمبرداذا كسر عن عرض وامالو عن طول ففيه الحكومة .شر نبلا ليه وفى التاتار خانية ان كسر مُستوياً ليمكن استيفاء القصاص منه اقتص والا فعليه ارش ذالک .(ردالمحتار ص ۴۸۷/ج ۵) اور جب اعضاء انسانی کے قصاص کے بجائے ارش واجب ہوتا ہے ان میں تو ایک طبیب کی رپورٹ بدرجہ اولی کافی ہوگی۔

الجواب صحيح

عظمت الله بنوی

حال مفتى دارالافتاء جامعه المركز الاسلامى پاكستان

الجواب صحيح

نعمت الله حقانى

سابق مفتى دارالافتاء جامعه المركز الاسلامى پاكستان

راقم الحروف

محمد شقيق حقانى

متخصص فى الفقه الاسلامى بجامعه المركز الا سلامى پاكستان

......☆☆☆☆☆......

حديث نبوی ﷺ

عربی :.عن ابى اُمامة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : انا زعيم ببيت فى ربض الجنة لمن ترک المراء وان كان محقاً ، وببيتٍ فى وسط الجنة لمن ترک الكذب وان كان ما زحاً ، وببيتٍ فى اعليالجنة لمن حسن خلقه. (رواه ابو داؤد ،باب فى حسن الخلق ، رقم : ۴۸۰۰)

ترجمہ :. حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: میں اس شخص کے لئے جنت کے اطراف میں ایک گھر (دلانے) کی ذمہ داری لیتا ہوں جوحق پر ہونے کے باوجود بھی جھگڑا چھوڑ دے اوراس شخص کے لئے جنت کے درمیان میں ایک گھر (دلانے) کی ذمہ داری لیتا ہوں جو مذاق میں بھی جھوٹ چھوڑ دے اوراس شخص کے لئے جنت کے بلندترین درجہ میں ایک گھر (دلانے) کی ذمہ داری لیتا ہوں جواپنے اخلاق اچھے بنالے۔(ابوداؤد)

......☆☆☆☆☆......